



آپ کے مسائل

مفتی اشرفیہ محمد نظام الدین رضوی کے قلم سے

گفتگو ہو، مختصر یہ کہ کسی فرد یا افراد کے دین، جان، مال، عقل، نسب میں سے کسی پر حملے کا منصوبہ ہو تو اسے بھی بیان کرنے کی اجازت بلکہ حکم ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما
قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:
المجالس بالامانہ إلا ثلثة مجالس، سفک دم
حرام أو فرج حرام، أو اقتطاع مال بغير
حق.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مجالس امانت کے ساتھ ہیں (یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں) سوائے تین مجالس کے۔ ایک تو معصوم و محترم خون بہانے کی مجلس، دوسری فرج حرام یعنی زنا کی مجلس، تیسری ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینے کی مجلس۔

(سنن ابوداؤد، ص: ۳۱۲، ج: ۲، باب نقل الحدیث)

حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

أترغبون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ
الناس، اذکرو الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس.

ترجمہ: کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔
(۵) مجلس میں نزاعی امور پر گفتگو ہو اور بات حق ہو مگر اس کے بیان سے فتنہ و فساد پیا ہو یا قائل کے مبتلا سے ضرر ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے ہرگز بیان نہ کرے کہ یہ معاشرے میں فتنہ و فساد پیدا کرنے، نیز ایذا سے مسلم پر تعاون ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔
ارشاد باری ہے:



کسی کی گفتگو بغیر اجازت
ٹیپ کر کے شائع کرنا کیسا ہے؟

آج یہ بہت ہو رہا ہے کہ کسی سے گفتگو ہوئی اور چپکے سے اس کو ٹیپ کر لیا۔ قائل کو اس کی اطلاع بھی نہیں، پھر اس گفتگو کو شائع کر دیا، تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، جب کہ قائل نے اس کی اجازت بھی نہ دی؟

دوسرے یہ کہ کبھی اصل گفتگو میں کچھ گھٹا بڑھا کر شائع کر دیتے ہیں اور یہ ظاہر بھی نہیں کرتے کہ کس قدر حصہ حذف ہوا ہے اور کس قدر اضافہ ہوا ہے۔

جواب

مجالس مختلف طرح کی ہوتی ہیں اور اس وجہ سے ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں:

① مجلس درس: خواہ درس قرآن ہو یا درس حدیث یا درس فقہ یا ان کے اصول اور وسائل۔

② مجلس وعظ و رشد و ہدایت و بیعت و ارادت و تزکیہ قلوب۔

③ مجلس مذاکرہ: جس میں دینی، علمی، تاریخی، سماجی یا اس طرح کے مفید اور اہم امور پر بحث و تبادلہ خیالات ہو۔

یہ اور اس طرح کی دوسری مجالس کی گفتگو ٹیپ کرنا پھر اسے مرتب کر کے نشر کرنا جائز ہے، مگر یہ کہ کسی امر کی اشاعت سے صراحتہً ممانعت ہو۔

④ مجلس منکرات و مفسدات: جس میں شرعی منکرات پر گفتگو ہو، یا ناحق کسی کی ایذا رسانی، ہتک حرمت، غصب مال، یا قتل پر

«وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ»

ارشاد رسالت ہے:

لا ضرر و ضرار فی الاسلام.

نیز ارشاد ہے:

المجالس بالامانة.

اور ان تمام صورتوں میں اگر ناقل نے کتر بیعت کی ہے جس سے قائل کے قول کا مفہوم کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے تو یہ خیانت بھی ہے اور دیانت کے خلاف بھی جو بلاشبہ نقلاً و عقلاً معیوب و فنیج ہے، اس سے بھی احتراز واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس رقم کو مدرسہ و مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں کہ مدرسہ و مسجد اس رقم کے مصرف نہیں۔ اس رقم کے مصرف لا وارث اور محتاج اموات ہیں۔ انھیں پر اسے صرف کیا جائے، اگر وہاں ایسی حاجت کم پیش آتی ہے تو جہاں لا وارث اور محتاج اموات زیادہ پہنچیں وہاں صرف کریں۔

در مختار میں ہے:

ان لم یکن بیت المال معموراً او منتظماً فعلی المسلمین تکفینہ فان لم یقدروا سألوا الناس له ثوباً، فان فضل شیء ردّ للمصدق ان علم، والا کفن به مثله والا تصدق به، مجتبیٰ. (در مختار فوق رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ج: ۳، ص: ۱۰۱/ج: ۳، ص: ۱۰۲)

ترجمہ: اگر بیت المال ویران ہو یا بد انتظامی کا شکار ہو تو مسلمانوں پر میت کی تکفین لازم ہے۔ اگر انھیں اس کی قدرت نہ ہو تو لوگوں سے اس کے لیے کپڑے کا سوال کریں، اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو صدقہ کرنے والے کو لوٹا دیا جائے ورنہ اس جیسی کسی میت کو اس سے کفن دیا جائے اور وہ بھی نہ ہو تو اسے صدقہ کر دیا جائے۔ (مجتبیٰ)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ان عرف صاحب الفضل ردّ علیہ وان لم یعرف کفن به محتاجاً آخر وان لم یقدر علی صرفه الی الکفن یتصدق به علی الفقراء. (باب الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، ص: ۱۶۱، ج: اول)

ترجمہ: اگر بچے ہوئے کفن کا مالک معلوم ہو تو اسے لوٹا دیا جائے اور اگر معلوم نہ ہو تو کسی دوسرے ضرورت مند کو اس سے کفن دیا جائے اور اگر کفن میں خرچ کیے جانے کی قدرت نہ ہو تو فقرا پر اسے صدقہ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆☆

کیا کفن کمیٹی کا جمع کیا ہوا چندہ مسجد و مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے

◀ ہمارے یہاں چند آدمیوں نے جمع ہو کر ایک کفن کمیٹی کا اعتقاد کیا اور لوگوں سے یہ کہہ کر چندہ وصول کیا کہ جمع شدہ رقم سے کفن اور اس کے لوازمات کو خرید جائے گا اور پھر لوگوں کو مناسب دام میں بیچا جائے گا۔ اس کے لیے رسید بھی چھپوا لی گئی اور تقریباً پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) روپیہ جمع کیا گیا۔ چوں کہ اس کمیٹی کا اعتقاد آج سے تقریباً ۱۵ سال پہلے ہوا تھا، لہذا آج وہ رقم پچتر ہزار (۷۵۰۰) تک پہنچ چکی ہے اور آگے جس قدر کفن بیچا جائے گا لا محالہ منافع بھی بڑھتا جائے گا۔ اور جن حضرات سے چندہ لیا گیا تھا ان میں سے بعض کا نام معلوم نہیں اور بعض انتقال کر گئے۔ تو کیا اس رقم کو کسی کار خیر مثلاً مدرسے کی عمارت وغیرہ بنانے میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اگر اس طرح کے کار خیر میں اس کا استعمال نہ کیا جائے تو یہ رقم اس طرح بڑھتی ہی جائے گی، جیسا کہ آج تک بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور رقم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا تو کیا کوئی صورت ممکنہ ہوگی جس کی بنا پر مدرسہ کی عمارت وغیرہ بنانے یا اور کوئی کار خیر میں اس رقم کو استعمال کیا جائے۔

لیکن دل میں یہ تھا کہ کوئی لا وارث یا محتاج شخص آئے تو اس کو مفت کفن دیا جائے، تو دس پندرہ سال میں ایسے دو تین کیس آئے تو ان کو مفت دیا گیا۔